F. 6-4 (Edit) /2016 NCPUL Press release

Tel: No.: 011-49539000
Fax No.: 011-49539099

jk"Vh; mn Hkk"kk fodkl ifj"kn

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

Website.: www.urducouncil.nic.in
E-mail.: urducouncil@gmail.com
: urduduniyancpul@yahoo.co.in

National Council for Promotion of Urdu Language
Ministry of Human Resource Development
Government of India

فروغ اردو بھون
Farogh-e-Urdu Bhawan
FC-33/9, Institutional Area
Jasola, New Delhi-110025

Dated: 06/02/2016

اردو آج اس لیے زندہ ہے کہ وہ عوام کی زبان ہے: ڈاکٹر نجمہ ہپت اللہ
اردو کے فروغ کے لیے مثبت انداز میں کام کرنے کی ضرورت ہے: پروفیسر ارتضیٰ کریم

عالمی اردو کانفرنس کے دوسرے دن صحافت کے مسائل و امکانات پر گفتگو

نئی دہلی: قومی اردو کونسل کے زیر اہتمام اردو صحافت کے دو سو سال پر منعقدہ عالمی اردو کانفرنس کے دوسرے دن کے پہلے سیشن میں مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور ڈاکٹر نجمہ ہپت اللہ نے کہا کہ زبان کو کسی بھی مذہب کے ساتھ جوڑنا زبان کے ساتھ ناانصافی ہے۔ انھوں نے اردو صحافت کی ذمے داریوں کے حوالے سے بھی گفتگو کی اور کہا کہ اردو کی اب کاروباری حیثیت نہیں رہی۔ اردو اخبارات کے پاس انڈسٹریل ہاؤس بھی نہیں ہے اسی لیے اس کی بقا کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ محترمہ نجمہ ہپت اللہ نے قلم اور زبان کی آزادی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہمیں ایک ایسا انٹرنل میکانزم تیار کرنے کی ضرورت ہے جس سے ہمیں اندازہ ہو کہ ہم صحیح یا غلط راستے پر جا رہے ہیں۔ ایک غلط خبر بہت سے لوگوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اس لیے اخبار والوں کی ذمے داری ہوتی ہے کہ خبر دیتے وقت وہ اس بات کا ضرور خیال رکھیں۔ انھوں نے دہلی یونیورسٹی کے کانفرنس ہال میں منعقدہ صحافتی عالمی اردو کانفرنس میں اردو زبان کے مسائل و مشکلات پر بھی روشنی ڈالی اور کہا کہ یہ بڑی عجیب بات لگتی ہے کہ کسی زبان کو اپنی بقا کے لیے جنگ لڑنا پڑے۔ انھوں نے کہا کہ اردو آج اس لیے زندہ ہے کہ وہ عوام کی زبان ہے۔ وہ عوام سے قلعۂ معلی تک گئی تھی۔ جتنی وسعت اس زبان میں ہے کسی اور زبان میں نہیں ہے۔ محترمہ نجمہ ہپت اللہ نے یہ بھی اعتراف کیا کہ اردو زبان میں بڑی طاقت ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافتی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اردو صحافت کو مولانا نے نیا موڑ دیا اور 'الہلال' اور 'البلاغ' کے ذریعے اس جمود کو توڑنے کی کوشش کی جو اس وقت مسلمانوں پر طاری تھا۔

اس موقعے پر تعارفی کلمات ادا کرتے ہوئے قومی اردو کونسل کے ڈائرکٹر پروفیسر ارتضیٰ کریم نے کہا کہ زرد صحافت سے اردو کو بچنا اور بچانا بہت ضروری ہے۔ انھوں نے کہا کہ اردو والوں میں بڑی صلاحیت ہے مگر وہ اپنی صلاحیتوں کا استعمال تخریبی کاموں میں کر رہے ہیں۔ ہم مثبت انداز میں اردو کے فروغ کے لیے کام کریں تو ہمیں اپنے خوابوں کی منزل ضرور مل جائے گی۔ انھوں نے دہلی کی مسلم اکثریتی آبادی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جن علاقوں میں لاکھوں اردو والے موجود ہیں وہاں اردو کے سو یا پچاس اخبارات بھی نہیں بکتے، یہ افسوس ناک صورت حال ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ پاکستان میں بھی اردو کا اتنا بڑا کوئی سرکاری ادارہ نہیں ہے جس کا بجٹ 80 کروڑ کا ہو۔ یہ صرف قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ہے جو پوری دنیا کا سب سے بڑا اردو ادارہ کہلا سکتا ہے۔

پہلے سیشن میں مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مقالہ نگاروں نے اردو صحافت کے حوالے سے پرمغز مقالے پڑھے اور اردو صحافت کے ماضی، حال

اور مستقبل کے امکانات کے حوالے سے معنی خیز گفتگو کی۔ جاوید دانش نے شمالی امریکہ سے شائع ہونے والے 'غدر' اخبار کے حوالے سے اپنا مقالہ پڑھا جس کے ایڈیٹر ہردیال تھے۔ اس اخبار نے تارکینِ وطن کے جذبۂ حب الوطنی کو بیدار کرنے میں بہت اہم رول ادا کیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ اردو ایک مہاجر زبان ہے جب تک مہاجرت کا سلسلہ جاری ہے اردو نہیں مر سکتی۔ انقلاب کے ایڈیٹر شاہد لطیف نے 'اردو صحافت کے امکانات' کے حوالے سے اپنا مقالہ پڑھا جس میں انھوں نے کہا کہ جدید ٹیکنالوجی کی طلسم ہوش ربا نے اردو اخبارات کو وہی صورتیں مہیا کی ہیں جو دوسری زبانوں کے اخبارات کو حاصل ہیں۔ اب اردو اخبارات کی صورت حال پہلے کے مقابلے میں بہت بدل گئی ہے۔ نیٹ ایڈیشن اور ای اخبار کے ذریعے اب اردو صحافت کے لیے ہفت خواں کا سفر آسان ہو گیا ہے۔ انھوں نے اردو اخبارات میں زبان کی صحت اور معیار پر بھی توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ فرانس کے ڈاکٹر ایلین نے مولانا ابوالکلام آزاد کا 'الہلال' کے حوالے سے مضمون پڑھا جبکہ ٹائمز آف انڈیا کے سینئر جرنلسٹ وجیہ الدین نے انگریزی میں 'آج کی اردو صحافت کی صورتِ حال اور امکانات' کا جائزہ پیش کیا۔ یوایس کے ممتاز ناقد احمد سہیل نے اردو کے دو عہد ساز ادبی جرائد 'ادبِ لطیف' اور 'شاعر' کے تعلق سے اپنا معلوماتی مضمون پیش کیا۔ ان دو رسائل کی مجموعی ادبی خدمات کا انھوں نے مکمل جائزہ لیا۔ ممتاز نقاد پروفیسر ابوالکلام قاسمی نے 'ادبی رسائل کی صورت حال' پر گفتگو کی اور انھوں نے اپنے مقالے میں خاص طور پر یہ واضح کیا کہ اب ادبی صحافت بے چہرہ ہو کر رہ گئی ہے۔ اداریے اور تبصرے بھی رسمی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ان رسالوں کی کوئی ادبی اور لسانی پالیسی بھی نہیں ہے۔ روزنامہ 'خبریں' کے جوائنٹ ڈاکٹر زین شمسی نے 'اردو صحافت بے انتہا مسائل بے شمار امکانات' کے حوالے سے چشم کشا مضمون پڑھا۔ انھوں نے اردو صحافت کی موجودہ رفتار اور مسائل و مشکلات کے حوالے سے بہت ہی بے باکی کے ساتھ گفتگو کی۔ ان کے مضمون کو حاضرین نے بہت سراہا۔ اس کے علاوہ بحرین کے شکیل احمد صبرحدی نے بھی اپنا مقالہ پیش کیا۔

مقالہ خوانی کے اس سیشن کی مجلس صدارت میں ضامن جعفری، شاہد صدیقی، سید فیصل علی اور شفیع مشہدی شامل تھے، جبکہ نظامت کے فرائض تسنیم کوثر صاحبہ نے بحسن وخوبی انجام دیے۔

دوسرے سیشن کا آغاز ظفر انور شکر پوری کے مقالے سے ہوا جنھوں نے 'اردو صحافت کی تاریخ اور ارتقا' پر پر مغز گفتگو کی۔ ان کے بعد بنگلہ دیش سے تشریف لائے ڈاکٹر محمد غلام ربانی نے 'بنگلہ دیش کی اردو صحافت' پر روشنی ڈالی۔ لاہور کی ڈاکٹر صائمہ ارم نے صحافت کے تعلق سے کچھ اہم سوالات اٹھائے اور صحافت کے معذرت خواہانہ انداز پر تنقید کی۔ پروفیسر شافع قدوائی نے 'نیا ترسیلی بیانیہ اور اردو صحافت' کے حوالے سے پر مغز گفتگو کی اور قطر سے تشریف لائے عزیز نبیل نے 'اردو کی ادبی صحافت کے تدریجی ارتقا کا جائزہ' پیش کیا۔ معروف قانون داں خواجہ عبدالمنتقم، ماریشس سے ڈاکٹر آصف علی عادل اور سہیل انجم نے بھی اردو صحافت کے حوالے سے اپنے گراں قدر مقالے پیش کیے۔

اس سیشن کی صدارت پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی، پیغام آفاقی، فوزیہ چودھری، جاوید دانش اور جناب رؤف خان نے فرمائی۔ جبکہ نظامت کے فرائض ڈاکٹر قمر تبریز نے انجام دیے۔

عالمی اردو کانفرنس کے دوسرے دن شام میں ایک شاندار عالمی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک و بیرون ملک کے شعرائے کرام نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔

(رابطۂ عامہ سیل)